

شعر
۲۳

کتاب لو تامله خبری	لعا ذکر بمناه بلا اریاب
ولو قرت حوا مله بقار	لصار الیث حیثا والقراب

باید از دستان بحر متداول غزلان جز رافل از کتاب الاجواب مل
بدلائل توبه و اعادیت مصطفویه و روایات کتب فقه معتبره الطبع

اثبات الایام مع فرغ الاید
جلسه الخطیب ما بین الخطبتین

از تالیف خاکی عظمای کرام و فقرا و ذوی الاحرام عاصی بر معاصی سکن
سید رشاد قادر الخفی ما کن کچیر بروج المعروف به پیر طبر والرهفی عنه

این نامه چنانست که چون باغ ارم	از نازکی و لطافت آن هر دم
هم سینده شود گلشن و هم جان تازه	هم دیده شود روشن و هم دل خرم

مطبع حقا معسر بنگلور طبع شد
۱۵۸۵

گیا کہ اس وقت اگر مسجد میں بھی پکوفہائش کی جاتی تو آپ کی تہک عزت کا باعث تھا لہذا
 آپ کو مسجد میں نہ کہا گیا تب جناب پیش امام صاحب مذکور نے قبول کیا اور نہایت شکر یہ ادا
 فرمایا پھر بروز یکشنبہ صفر کو اس عاجز کے مکان پر سیٹھ صاحب کو نئی جماعت جمع ہوئی تھی اس کے
 روبرو جناب پیش امام صاحب مذکور کتاب غایۃ الاوطار ترجمہ اردو در المختار لیکر آن
 پہنچے اور بڑے شد و مد سے عبارت کتاب غایۃ الاوطار کی پڑھنے لگے۔ اور بڑے ایک
 دو سوم دوام سے کہنے لگے کہ یہ سند تو متفق علیہ ہے کہ دعا مانگنا دو خطبہ کو مابین
 جلسہ میں حرام ہے تب آپ کے کہا گیا کہ مترجم اس کتاب کا پکا و باطنی تھا لہذا یہ قول
 نزد اہل سنت قابل تسلیم ہو نہیں سکتا کیونکہ خلاف حدیث و فقہ کے ہے پر جناب پیش امام
 صاحب کہاں ملتے اسی لکیر کے فقیر نے ہے اس پر طرہ یہ کہ آپ دو تین بار اس بار
 میں تقریر کی گئی تو آپ کی ذات شریف کو قائل ہوتے بھی دیر نہ لگی اور جلسہ مابین
 خطبتین میں دونوں ہاتھ اٹھا کے دعا مانگنے کی مسنونیت کو تسلیم کرنا ہی پڑا اور جناب
 پیش امام صاحب مذکور کبھی مصلحت جان کر دعا مانگ بھی لئے تھے اور اپنے حواریوں کے
 نزدیک بڑے ایک کر فوف سے کہتے کہ خطبہ ثانی میں عصا تو ہاتھ میں لوں گا مگر خطبہ میں
 خطبتین میں ہاتھ اٹھا کے دعا تو ہرگز ہرگز نہ مانگوں گا اگر ہزار ہا کتابوں سے ثابت ہو
 تو بھی میں ہرگز قبول نہ کروں گا۔ پس بندہ کمترین نے مختلف جا استفتار روانہ کئے۔
 چند وزین ادھر ادھر سے فتوے آپہنچے اور عاجز نے ہر چند بکرات محرات عطا
 میں بیان کیا پر جناب پیش امام صاحب مذکور نے کچھ اس بیان سے خط نہ اٹھایا پس نے
 ہی چند الجباب کے تنگ کر نیسے ایک رسالہ تصنیف کیا اس میں جلسہ مابین خطبتین میں دعا مانگنے
 کا مسنون ہونا اور دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا مع دیگر مسائل بڑے وضاحت کے ساتھ
 ثابت کیا اور رسالہ مذکورہ ختم تمام کو پہنچنے کے بعد یہ خیال گذرا کہ رسالہ طبع کرانے
 میں کچھ توقف کیا جائے کیونکہ بغیر امام صاحب کے بندہ کے ساتھ محبت کہیں جناب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي هو خالق الليل والنهار والصلوة والسلام على رسول
 المحمدي المحبوب المختار وعلى آله واصحابه الأبرار الأخيار أما بعد
 فاعلموا أن ذرہ بمقدار سکن سید حیدر شاہ قادری الحنفی غفر عنہ ساکن کچہ بھوج پور
 پیر پھول والہ نزیل اوکمند حال وار و ہیل کنور عرض پر دار ہے کہ یہ حقیر ۲۶ محرم الحرام ۱۳۱۵ ہجری
 شرب شنبہ کو ۹ بجے معسکر بنگلور سے روانہ ہو کر بروز یکشنبہ ۲۷ محرم کو ۱۰ بجے اوکمند میں
 داخل ہوا بوجہ علالت بلع ۲۸ محرم کو برائے ناز جمعہ جامع کو جانہ سکاہ صفر تک بندہ کی
 طبیعت بخوبی درست ہو گئی ناز جمعہ کے لئے جامع کو گیا تو کچا دیکھا کہ جناب پیش امام میر محمد
 یحییٰ صاحب جناب میر محمد عبداللہ صاحب علیہ الرحمۃ کو جلسہ مابین الخطبتین میں ہاتھ اٹھا
 کے دعا مانگتے نہ دیکھا تب عاجز کو تعجب ہوا کہ یہ فعل تو مسنون ہے کتب حدیث وفقہ سے خوب
 ثابت ہے پھر جناب پیش امام صاحب نے کیوں ترک کیا اور یہ بھی دیکھا گیا کہ پیش امام صاحب
 مذکور نے خطبہ ثانی میں عصا بھی نہ اٹھائے تب اس حیرنے اشارہ ہی کیا پڑا اپنے خیال نے فرمایا
 اس وقت عاجز کو یہ خیال گذرا کہ شاید جناب پیش امام صاحب کو فراموشی نے چہرہ دکھایا ہو گا۔
 کوئی وقت آپ کو اس امر سے آگاہ کیا جاوے تو تہرہ پس اس شرب ۲۶ صفر کو بندہ کے مکان
 پر دو بروجناب حاجی قاسم صاحب پیش امام صاحب کو طلب کر کے فہمائش کی گئی اور کہا

ہوتی ہے اور بوقت دعا ہاتھ اٹھانا باحادیث نبویہ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ ثابت
 ہے اور جو امر کہ حدیث رسول خدا علیہ التحیۃ والتہنئۃ سے ثابت ہو وہ سنت ہے پس اس کے
 دو شکلیں ہیں جانا یا بیٹھے کہ بشکل اول یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ جلسہ مابین الخطبتین میں ہاتھ اٹھا
 کے دعا مانگنا سنت ہے اس دلیل کا کبریٰ تو علی وہ بالباب ہے اس کے ثابت کرنے کی کوئی ضرورت
 نہیں ہر شخص جانتا ہو کہ جو حدیث مصطفویٰ ثابت ہو وہ مضمون ہے رہا اس دلیل کا صغریٰ
 البتہ اسکا ثبوت حدیث شریف سے امر ضروری ہے تاکہ نتیجہ مذکورہ بخوبی مستحق اور
 پایہ ثبوت کو پہنچ جائے پس صغریٰ کے ثبوت کیلئے دو باتیں ضروری ہیں اول یہ کہ
 حدیث شریف سے ثابت کر دیا جائے کہ جلسہ مابین الخطبتین کا منجملہ اُن اوقات کے ہے جنہیں
 نوعامی داعی مقبول جناب باری ہوتی ہے دوسرے یہ کہ بوقت دعا ہاتھ اٹھانا حدیث
 نبوی سے ثابت ہے اور جب یہ دونوں باتیں باحادیث نبویہ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ ثابت
 ہو جائیں گی تو صغریٰ بڑا ہتھ کبریٰ منجے نتیجہ مذکورہ بالا ہوگا کمالاً بخیر علیٰ ذلک
 وسلم مستقیم ثبوت امر اول کے لئے استدلال من احادیث نبویہ قائم کیا جاتا ہے ابوداؤد
 جو کہ صحاح ستہ میں معتبر کتاب کے امین یہ حدیث مسطور ہے عن ابی بردۃ بن ابی موسیٰ
 الاشعری قال قال لی عبد اللہ بن عمر سمعت ابی ایوب یحدث عن رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم فی شان الجمعیۃ یعنی الساعۃ قال قلت نعم سمعته یقول سمعت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اھی ما بین ان یجلس الامام الی ان تقضی الصلوٰۃ
 قال بوداؤد یعنی علی المنبری یعنی ابوبردہ بن ابی موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ مجھے عبد اللہ
 بن عمر نے کہا کیا سنا تو نے اپنے باپ کے کہ وہ حدیث بیان کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے جمعہ کی شان میں مراد لیتا ہے وہ اس ساعت کو کہ جمین دعا قبول ہوتی ہے۔ کہا
 ابوبردہ نے کہ ہاں سنا میں نے اپنے باپ ابوموسیٰ اشعری سے سنا ہے وہ کہہ سنا
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ

پیش امام صاحب کو یہ خیال گذرے کہ رسالہ کا طبع ہونا باعث میری بدنامی کا ہوا پس طبع
 روز میں جناب پیش امام صاحب کو یہی مسئلہ کی تحقیق ہو جائیگی کہ جلسہ مابین خطبتین
 میں دونوں ہاتھ اٹھانے کے دعا مانگنا سنت ہے اور ہمارے کتب معتبرہ و مستندہ سے
 ثابت ہے اور اگرچہ جناب پیش امام صاحب دعا مانگا کریں گے تو فی الحال رسالہ طبع کرانے
 کی کچھ ضرورت نہیں رہی مگر دیکھا جائیگا۔ پس آج تک انتظار کیا گیا کہ جناب پیش امام صاحب
 جلسہ مابین خطبتین میں دونوں ہاتھ اٹھانے کے دعا مانگیں گے پر جناب پیش امام صاحب
 دعا جلسہ مابین خطبتین میں دونوں ہاتھ اٹھانے کے کیوں مانگنے لگے کہ آپ کو کتل
 جلد ید اللہ کی چاٹ لگی ہے وہ رہتی کے گھاٹ پر کیوں نہ لگے اور اپنی ضد
 کیوں چھوڑنے لگے مگر صبر جو ضد پر ہو تو ایسا ہو جو اڑ پر ہو تو ایسا ہو۔ پس بد
 چند روز کے بیشتر حرمین الشریفین زاد ہما اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً کو استفتا روا نہ کیا
 ہنوز جواب نہیں آیا لہذا وہ رسالہ طبع کرانے میں توقف ہوا حرمین الشریفین کے
 شہرے آنے کے بعد وہ رسالہ طبع کر کے ہدیہ ناظرین کیا جائیگا کامل رعایت الاوطار کا
 اس میں مسطورہ مع دیگر مسائل کے اور یہ چند اوراق مختصر ابراہیم الطہقان اجابہ پیش
 جناب پیش امام صاحب ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے اور نام اس رسالہ کا انجزء الاول من
 اثبات سنۃ الدعاء مع رفع الیدین فی جلسۃ الخطیب مابین الخطبتین
 رکھا گیا خداوند تقدس و تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل
 اور جناب غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکت سے یہ رسالہ نافع مقبول طبع ہر خاص عام
 کے امین ثم الامین اور ناظرین اس رسالہ میں کہیں بھی یا خطا دیکھیں تو قلم اصلاح
 سے ممنون فرما کر راسخ کو دعائی خیر سے یاد کریں و ما فی فی الا بالہ علیہ السلام
 و کلت والیہ اذنب یا نا طبعیے کہ جلسہ مابین خطبتین میں دونوں ہاتھ اٹھانے کے دعا
 مانگنا سنون ہے کیونکہ جلسہ مابین خطبتین کا پہلا اور اولیٰ وقت ہے ہونا نہیں دعا قبول

جلسہ کر نیچے وقت سے تا انقضاء صلوٰۃ ساعت الاجابات ہی تو اس محدود وقت کے احراز
 بالفرض وقت مقبولیت دعا کے مصداق ٹھہرے پس ثابت ہو گیا کہ جلسہ بابتین خطبتین کا
 دعا کے قبول ہو سکا وقت ہی چنانکہ شیخ جلال الدین سیوطی نے کتنے اوقات اجابت
 دعا سے شمار فرمائے ہیں ایک ان میں سے جلسہ کرنے خطیب کو درمیان خطبتین تحریر کیا
 العاشہ بابتین خروج الامام الی ان تقام الصلوٰۃ الحادی عشر ما بین ان یجلس
 الامام علی المنبر الی ان تقضى الصلوٰۃ الثانی عشر ما بین اول الخطبة والفرغ
 منها الثالث عشر عند الجلووس بین الخطبتین انتھی پس واضح ہو کہ جلسہ بابتین
 خطبتین کا ایک جز وقت محدود و مشروع کا ہے اور جبکہ جز ٹھہرا تو اب وہ بالفرض
 مقبولیت دعا کے وقت کا مصداق ہوا پس ہم بے تامل کہیں گے کہ جلسہ بابتین خطبتین
 کا ایسا وقت ہی جہیں دعا قبول ہوتی ہے اور جو کہ جلسہ مذکورہ میں امام بیٹھ
 جاتا ہے تو سب کو چاہیے کہ دعا بلسان مقال مانگیں اور جبکہ امام خطبہ پر تہا ہے تو
 چونکہ وہ وقت ہی ساعت مقبولہ کا جز ہے لہذا اس وقت بلسان حال صرف
 دل ہی دلیں دعا مانگیں اور نازیں امام کی دعا کمال امت محمدی کے لئے شامل ہے
 اس صورت میں جمیع اجزاء اور وقت محدود و مشروع کے دعا سے خالی نہ رہے
 اور یہ جو ہم نے کہا کہ خطبہ پڑھنے کی حالت میں لوگ دل ہی دل میں دعا مانگیں اس
 لئے کہ خطبہ کا سننا فرض ہے اور وہ وقت ہی ساعت الاجابات کا جز ہے لہذا دل
 ہی دل میں دعا مانگنی چاہیے ہاں امام کے جلسہ کی حالت میں چونکہ قرأت خطبہ کی
 نہیں ہے اور وہ وقت ہی ساعت الاجابات کا جز ہے لہذا زبان سے دعا مانگیں
 میں کچھ فراموشی نہیں ہے خلاصہ یہ کہ در صورت قرأت خطبہ دعا بلسان حال
 امد و رعایت جلسہ مذکورہ بلسان مقال دعا مانگیں کما هو الظاہر قال المحب
 الطبری اصبر الاحادیث فیہا حدیث ابی موسیٰ الاشعری وہو

ساعت جسمین دعا قبول ہوتی ہے درمیان اسکے جو کہ بیٹھے امام بیان تک کا دیکھا
 نماز بوداؤد نے کہا کہ بیٹھنا امام کا منبر پر مراد ہے غرض جبکہ امام منبر پر خطبہ کے
 لئے بیٹھتا ہے اسوقت سے تا ادا نماز مقبولیت دعا کا وقت ہو وہی ساعت الاجابت
 ہر اور مسلم شریف میں بروایت ابو موسیٰ اشعری حدیث منقول ہے کہ جمعہ کے دن وہ سنا
 جسمین دعا قبول ہوتی ہے وہ ما بین ان یجلس الامام الی ان تقضى الصلوة ہر نے
 جسوقت امام خطبہ میں بیٹھے تا انقضاء صلوٰۃ ساعت الاجابت ہر اور امام نووی رحمہ نے
 شرح مسلم شریف میں فرمایا والصبح بل الصواب الذی لا یجوز غیروا ثبت فی صحیحہ
 من حدیث ابی موسیٰ الاشعری نے صحیح مکملہ صواب ایسا کہ نہیں جائز ہے غیر اسکا وہی
 ساعت الاجابت ہر جو کہ صحیح مسلم میں بروایت ابو موسیٰ اشعری ثابت ہر حاصل یہ ہے کہ صحیح
 اور ہیکل دعا قبول ہو سکا وہی وقت ہر کہ جب بیٹھے امام خطبہ کے لئے اسوقت سے تا ادا
 نماز ساعت الاجابت ہر دیکھئے بعض لوگ اسوقت دعا مانگتے سے انکار کرتے ہیں حالانکہ
 پاس کوئی دلیل نہیں انکی حالت پر فضالت پر افسوس ہے کہ جو امر یہ احادیث نبویہ ثابت
 ہووے اس سے بیزار ہو کر قہر جبار منظور کرتے ہیں نہ معلوم ان جہولوں کو دعا سے
 کیون نفرت ہو گئی کیا ان وہاں بیوں کو تاثرات دعا میں مثل نیچر ون کے کلام
 ہے دیکھئے حدیث مسلم شریف و شرح امام نووی والوداؤد کی صراحت دلائل کرتی ہے
 کہ ما بین بیٹھنے امام کے خطبہ میں تا انقضاء صلوٰۃ ساعت الاجابت ہر دعا قبول ہونے کی
 یہی گھڑی ہے یہی وقت ہے مقبولیت دعا کا تا اسوقت محدود کے بقدر اجزاء میں
 کل وقت مقبولیت دعا کے مصداق ہیں کیونکہ اطلاق علی کل الملاق علی الجزء کو مستلزم
 ہے اور یہ تو بدیہی امر ہے کہ کل الملاق ہو گا تا وقتیکہ پہلے اجزاء پر اطلاق ہو سکا وہ
 جبکہ اجزاء پر پہلے بحیثیت مجموعی اطلاق آئیگا اسوقت کہیں گے کہ اب الملاق علی کل
 صحیح اور درست ہو گیا پس ہم کہتے ہیں جبکہ حدیث سے ثابت ہو گیا کہ امام کے منبر

سلاماً فی الجہنم التشویش علی بعضہم ولان الاسر ہوا افضل فی الدعاء
 لعاضل انھی یضہمہا بن جرم سے پوچھا گیا کہ جب غلبہ و خلبون کے بیچ میں غلبہ کا
 ہو تو اس کے جلسہ کرنے کے وقت دعا یا قرأت کسی سوہ کی کہا اس کے واسطے مستحب ہو یا
 نہیں اور حاضرین کس لئے قرأت یا دعا یا درود شریف بلند آواز سے پڑھنا سنت ہو
 یا نہیں پس علامہ مذکور نے جواب دیا کہ جواب میں ہو کہ تحقیق سنت ہو واسطے اسکے
 پڑھنا قل نواللہ الحمد کا اور جواب کی شرح میں کہا میں نے کسی عالم کو نہیں دیکھا
 نے کہ خاص سوہ قل نواللہ الحمد پڑھنے کو سنت ٹکھا ہو تو اس کلام کی اس طرح توجیہ کیا
 کہ تحقیق غلبہ میں غلبتین میں قرآن شریف سے کسی قدر پڑھنا سنت ہو جیسا کہ دلالت
 کرتی ہے اوپر اس کے روایت ابن جبان کی کہ جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 جلسہ میں غلبتین میں کسی قدر کتاب اللہ سے پڑھا کرتے تھے پس جبکہ ثابت ہو گیا کہ جلسہ
 مذکورہ میں شی من القرآن پڑھنا سنت ہے تو اب سوہ اخلاص کا پڑھنا اولیٰ
 ہوگا اس کے غیر سے کیونکہ سوہ اخلاص کی فضیلت اور ثواب زیادہ ہے۔
 قاضی نے کہا کہ اس جلسہ میں غلبتین میں دعا قبول ہوتی ہے پس حاضرین کو بتایا
 کہ دعائیں مشغول ہوں کیونکہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس وقت دعا قبول کیجاتی ہے
 اور جبکہ مشغول ہوں دعائیں پس اولیٰ یہ ہے آہستہ دعا مانگیں کیونکہ در صورت
 جہر مضمون کو تشویش ہوگی اور آہستہ دعا مانگنا دعا بالجہر سے افضل ہے اور علامہ
 مذکور نے اسی کتاب میں تحریر فرمایا ہے سئل هل یرفع الیدین فیہ فاجاب
 رفع الیدین سنۃ فی کل دعاء خارج الصلۃ للاقباع رواہ الشیخان
 وغیرہا من طرق کثیرۃ صحیحۃ فی عدۃ مواطن انھی یعنی پھر
 علامہ مذکور سے سوال کیا گیا کہ جلسہ میں غلبتین میں دونوں ہاتھ اٹھانے
 یا نہیں پس جواب دیا کہ اٹھانا دونوں ہاتھ کا سنت ہے بیچ مردانہ جو کہ

ما بین ان مجلس الاما مال ان تقضى الصلوة یعنی محب طبری نے کہا کہ ما
 الاجابت کی تعمین میں جب قدر حدیثین وارد ہیں سب میں اصح یعنی زیادہ صحیح حدیث
 ابو موسیٰ شرعی کی ہے وہ یعنی ساعت الاجابت امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت سے
 نماز کے پورے ہونے تک ہے غرض اکثر علمائے اسیکو اصح قرار دیا ہے انشاء اللہ
 اور یہی زیادہ وضاحت کے ساتھ اس سالہ کے باقیماذہ حصوں میں تحریر کریں گے
 فانظر اب ایک اور حدیث بیان کیجاتی ہے جس سے یہ ثابت ہے کہ خود جناب
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلسہ ما بین الخطبتین میں کس قدر کتاب اللہ سے
 پڑھتے تھے کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرء فی جلوسہ من کتاب اللہ
 رواہ ابن حبان یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلسہ بین الخطبتین میں
 کس قدر کتاب اللہ سے پڑھا کرتے تھے روایت کیا اسکو ابن حبان نے اور علامہ ابن
 حجر مہشی شافعی نے فتوے میں تحریر فرمایا ہے سئل عما اذا جلس الخطیب بال
 الخطبتین هل يستحب له في جلوسه دعاء أو قراءة أو لا وهل يسر
 للحاضرين حينئذ ان يشتغلوا بقراءة أو دعاء أو صلوة على النبي
 صلی اللہ علیہ وسلم برفع الصوت أو لا فاجاب ذکر فی العباب انه یسر
 له قراءة قل هو الله احد وقلت فی شرحہ لم أر من تعرض لندب
 بخصوصها ویوجہ بان السنة قراءة شیء من القرآن فیہ کیا
 علیہ روایت ابن حبان کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرء فی جلوسہ
 من کتاب اللہ تعالیٰ فاذا ثبت بان السنة ذلك فہی اولی
 غیرها لمزید ثوابها وفضائلها وخصوصیتها قال القاضی والدعا
 فی هذه الجلسة مستجاب علیہ فللحاضرين ان يشتغلوا بالاداء
 لما تقرر انه مستجاب حينئذ واداءتغلوا بالدعاء فالاولی ان یکر

ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ربکم محی کرم
 یستجی من عبدہ اذا رفع یدہ ان یدہما صفا یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے کہ تمہارا پروردگار زندہ ہے بخشش کرینو اللہ ہے جب بندہ دعا
 میں دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے تو شرماتا ہے حق تعالیٰ جل شانہ اس بات سے
 کہ پھر ہے اسکو خالی ہاتھ۔ پس ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ یہ فعل رفع الیدین بوقت
 دعا موجب عجز و باعث انکسار ہے بدین لحاظ پروردگار پاک کو یہ فعل بہت
 پسند ہے کہ میرا بندہ میرے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے اور یہ الحاح تمام سوال کرتا ہو
 تو ہلکا میں اسکو خالی ہاتھ کیسے پیرون اور ہر دعا خارج نماز کے لئے ہاتھ کا اٹھانا
 شرط اجابت ہے چنانچہ حضرت سید جلال الدین صاحب المعروف بہ محمد وہم جہانیا
 جہان گشت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ملفوظات میں مسطور ہے شرط استجابت
 الدعاء ان یرفع الذاعی ید یدہ حتی یددی ضبعیہ یعنی قبولیت دعا کی
 یہ شرط ہے کہ دعا کرنا والا اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر جیسے جہان تک کہ گشاہ کرے
 اپنے دونوں ہاتھوں کو اور راقم الحروف کے ذہن میں ایک یہ بات گذرتی
 ہے کہ جب ہاتھ اٹھاتا ہے تو ہم عجز و موجب نزول رحمت الہی ٹھہر اور شرط
 قبولیت دعا کا ہوا تو جو لوگ عجز و دعا کے وقت ہاتھ نہیں اٹھاتے انکی حقیقت
 انکی اس حرکت نامیہ است تکبر و نخوت کی صورت پائی جاتی ہے گویا اس شخص کو
 خداوند تعالیٰ کے سامنے جو سب کا خالق ہے ہاتھ پھیلاتے اور اس سے عجز و الحاح کچھ
 مانگنے کی ضرورت نہ سمجھتے ہی نہیں کاحول و کالوہ کا باللہ۔ اجمی خباب انسان
 تو ہر حال اور ہر آن میں محتاج عنایت ہاے رب العالمین کا ہے اپنے خالق سے
 سرکشی اور خود سری کے کہان یہ کمانہ لگا اور خداوند تعالیٰ سے روگردان ہو کر کمان
 بھاگیگا۔ پس ایما داروں کو لازم اور ضروری ہے کہ تکبر کا شاہد کسی نوع کا نہ آئے

خارج الصلوٰۃ ہووے (یعنی جو دعا کہ خارج نماز کے ہووے تو بوقت
دعا کے ہاتھ اٹھانا سنت ہے) اور دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا بخاری اور مسلم
وغیر جانے طرق کثیرہ سے بہتر ہے بلکہ بیان کیا ہے۔ پس واضح ہو کہ علامہ ابن
حجر شافعیؒ کی عبارت سے یہ امر خوب ثابت ہو گیا کہ جلسہ مابین الخطبتین میں
دعا مانگنی چاہیے تو امر مذکور سے یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ مذہب حنفی اور شافعی
دونوں میں دعا مابین الخطبتین کے جلسہ میں سنون ہے آگے اور بھی کتب
فقہ کا حوالہ دیا جائیگا فانظر اور ترمذی شریف میں یہ حدیث مسطور ہے
عن عمر بن الخطابؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفع
یدہ فی الدعاء لم یحطہما حتی یمسح بھما وجھہ یعنی حضرت عمرؓ
سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب بوقت دعا اپنا ہاتھ اٹھاتی
تو نہ رکھتے ان کو یہاں تک کہ مسح کر لیتے دونوں ہاتھ سے منہ مبارک اپنا
وقال فی اللغات لم یحطہما ای لم یضعہما حتی یمسح بھما وجھہ وقال ابن الماک
وذلك علی سبیل التفاؤل فکان کیفہ قد علاء منہ البرکات السماویۃ
والا نوار الالہیۃ یعنی نہ رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں ہاتھ کو یہاں
تک کہ اپنے چہرہ مبارک پر ہاتھ سے مسح کر لیتے ابن الماک نے کہا یہ باعتبار تفاؤل
کے تھا ایسے آپ کے دونوں ہتھیلیاں برکات سماویہ اور انوار الہیہ سے پُر ہو جاتی
میں تو آپ اس کو منہ پر مسح کر لیا کرتے تھے پس اس حدیث سے بھی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا وقت دعا کے ہاتھ اٹھانا اور ہاتھوں کو چہرہ انور پر مل لینا ثابت
ہوا اگر اس حدیث شریف کو جو مثل آفتاب کے روشن ہے کوئی کور باطن تسلیم نہ کرے
تو یہ شعور اس کے حسب حال ہے کہ گریز بند پر وز شہرہ چشم و چشمہ آفتاب
راہ گناہ۔ اور ابوداؤد میں بروایت سلمان فارسیؓ یہ حدیث شریف مسطور

میں کہ امام ملت تھا ہے دعا بطریق اولیٰ جائز ہوگی خاص کر صحیح حدیثوں میں آیا
 ہے کہ جس ساعت میں دعا قبول ہوتی ہے وہ امام کے خطبہ میں بیٹھنے کے وقت سے
 نماز کے پورے ہونے تک ہے جیسا کہ صحیح ہوا ہے مسلم شریف میں اور یقین کیا
 ہے امام نووی و مسلم کی شرح میں اور کہا کہ یہی صواب ہے پس جاننا چاہیے
 کہ سچ وقت بیٹھنے کے ظاہر روایات میں مقدار تین آیت کے وارو ہے جیسا
 مجتبیٰ وغیرہ میں ہے بنا انما فی الدنیا الا اخرہ ساتھ رعایت معنی کے ہے
 کہ عمل اور ظاہر روایات اور احادیث صحیحہ کے ہوجائے اور اگر ہاتھ
 اوٹھا کر کھڑے ہو افقت طر قیہ دعا کے کہ حدیثوں میں آیا ہے واقع ہوگی
 اور عمل نہ رگون کا ہے اور در المختار میں ہے فی دفعہ کا کالدعاء لیس احادیث
 دونوں ہاتھ نزدیک صفامر وہ کے بطرح کہ دعا کے وقت ہاتھ اٹھاتے
 ہیں اسی کتاب کے حاشیہ رد المختار میں ہے قولہ کالدعاء ای کجانی لہما
 لمطلق الدعاء فی مسائل کہ ممکنہ والان فہذہ علی طبع ماوردت بہ سنتہ
 قول اسکاماند دعا کے یعنی جیسا کہ اٹھاتے ہیں دونوں ہاتھ مطلق دعا کی وقت
 ہر مکان اور ہر زمان میں اور مطابقت اس امر کے کہ وارد ہوئی ہر حدیث
 شریف ساتھ اس کے یعنی کسی مکان کی یا کسی زمان کی تخصیص نہیں بلکہ
 ہر زمان و ہر مکان میں جب کبھی دعا مانگے تو ہاتھ اٹھا کے کیونکہ احادیث
 بتویہ سے یہ امر ثابت ہے اور شامی وہ کتاب ہے جسکو شرقا و غربا تمام علماء حنفی
 الذہب تسلیم کرتے ہیں اور نہایت مستند و معتقد تصور کرتے ہیں ہم نے اپنے دعو
 کے ثبوت میں کجارت در مختار اور شامی کی تسطیر کی پس معلوم ہو گیا کہ ماتن و
 محشی دونوں کی عبارت دلالت کرتی ہے کہ باہین الخطبتین کے جلسہ میں مع
 رفع الیدین دعا مانگنا طریقہ سنو نہ ہے کما هو الظاہر پس مترجم ترجمہ

دین اور ہاتھ اٹھا کر جو کہ صورت انکسار اور سر پر اجابت ہے دعا مانگا کر
 خود جناب رسول کیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے تو پھر ہم
 لوگ کس شاعین بن۔ نجموان و ہادیون کے حال پر ضلال پر کمال افسوس ہے
 کہ جو امر با حدیث صحیح مست ثابت ہوا سپر تو عمل کریں اور محض دلی ترش
 خراش کی پیروی کریں استغفر اللہ تعالیٰ پس کاشکس فی نصف النہار یا
 نبویہ ثابت ہو چکا کہ جلسہ باین الخطبتین میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا سنت ہے
 بلا انکسار اس میں انکسار ہے بیکار کما لا یغنی علی من لہ اذنی بصیرۃ۔

آب ہم بعض کتب فقہ کی عبارت پیش کرتے ہیں جو ہمارے دعویٰ کے ثبوت
 کی بوجہ الاکمل تائید کرتی ہے و ہو ہذا علامہ دہر فہامہ عصر ستاد الائمہ
 مولانا مولوی میان حامد صاحب علیہ الرحمۃ کتاب سراج المومنین کی جلد چہارم
 میں مضامین الصلوٰۃ سے تحریر فرماتے ہیں۔ چون در وقت سکوت امام یعنی قبل از
 شروع تسبیح و ذکر و قرات بروایت صحیحہ جائزست در میان دو خطبہ کہ امام شنید
 دعا بطریق اعلیٰ جائز خواہ بود علی الخصوص در احادیث صحیحہ آمدہ کہ ساعت الکجابت
 ما بین ان یجلس الامام فی الخطبۃ الی ان یقضی الصلوٰۃ کما صلح
 فی صحیحہ مسلم و جزم بہ الامام النوی فی شرح المسلم قال هو الصواب
 پس باید دانست کہ در وقت جلوس کہ در ظاہر الروایۃ مقدار سائتہ واردست
 کما فی المجتبیٰ وغیرہ ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ
 و قاعد اب النار بن سائتہ معنی بخواند کہ عمل بر ظاہر الروایۃ و احادیث صحیحہ واقع گردد
 و اگر دست برداشتہ بخواند موافقت طریقہ دعا کہ در احادیث است واقع گردد
 و عمل بر گمان ہست انتہی یعنی جبکہ بیچ وقت سکوت امام کے یعنی قبل شروع کے
 تسبیح اور ذکر اور قرات بروایت صحیحہ جائز ہے تو دونوں خطبوں کے درمیان

قولہ ابو داؤد میں خیرت ابن عمر سے **الاقول** بس جی بس علوم
 شدید تحقیق ہے افسوس ہے آپ کی حدیث دانی و لیاقت
 علمی راسی غائب جلسہ میں الخطبتین میں کلام کرتے تھے اس کے یہ معنی ہیں
 کہ دنیا کی باتیں کرتے تھے یہاں ذکر و قرأت و دعا کی نفی مقصود
 نہیں ہم بھی کہتے ہیں کہ جلسہ مذکورہ میں بلاشبہ کلام دنیا ناجائز ہے
 کیونکہ صاحب بس اسے تدقیق کا آپ نے وعدہ کیا تھا کہ حدیث ہی
 نقل کی اس کے معنی غلط سمجھ گئے کچھ ابن جہان کی روایت کی بھی آپ کو
 خبر ہے کہ جلسہ میں الخطبتین میں خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرأت
 من القرآن کرتے تھے پھر اگر ابو داؤد میں مطلق کلام کی نفی مراد لی جائے
 جس طرح آپ کو وہم ٹپا ہے تو دونوں حدیثوں میں تعارض و تخالف لازم
 آئیگا اور نفی اے اذا تعارضتا تساقطا عمل دونوں پر غیر ممکن ہوگا
 پس لازم ہے کہ ایسے معنی کئے جائیں جسکی وجہ سے تعارض و تخالف
 بین الحدیثین مرتفع ہو جائے اور عمل کرنیکی صورت متحقق ہو جائے اور بیوقوف
 ہی تمام جلوہ پذیر ہوئے وہ یہ ہے کہ دنیا کی باتیں آپ کرتے تھے
 ابو داؤد کی روایت میں مطلق کلام کی نفی نہیں ہے صرف کلام دنیا کی
 نفی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر الہی یا کسی قدر قرآن مجید
 سے پڑھ لیا کرتے تھے جیسا کہ ابن جہان کی روایت دال ہے اب دیکھیے
 دونوں حدیثوں پر عمل ہو گیا۔ چنانچہ صاحب مرقاۃ الصعود و شرح
 ابو داؤد میں اس حدیث کی ذیل میں لکھا ولایت کلامی حال
 جلوسۃ بغیر الذکر والدعاء والقرآنہ سراً والاولیٰ والآخر
 ابن جہان کان یقرأ فی جلوسہ کتاب اللہ قبل ولاہ فی قرآن

اردو در المختار کے ضبط کو اور ہمارے مخاطب پیش امام میر محمد
 یہ کبھی صاحب کی بے سمجھی کو تو ناظرین رسالہ ہذا ملاحظہ فرمائیں کہ مترجم
 نے اور امین شائیں بامین ایک کر ایک منقول تحریر فائدہ میں راج
 کر دی ہے نہ اسکو ماتن کی عبارت سے لگاؤ نہ فی نفسہ دلیل میں قوت
 اسے ہمارے مخاطب پیش امام صاحب بیچاے سادہ لوح کا لوجھ من
 السماء مبرا از خلل و خطا سمجھ بیٹھے ہیں سچ ہے کہ یہ بیچاے وسیلہ
 ہیں انہوں کو اگر علم سے علائقہ ہو تو عبارت کا کچھ مطلب سمجھیں گے
 اور قوی و ضعیف کہیں تمیز کریں گے پس اس تحریر پر تئویر کو ہم
 قولہ قولہ کر کے درج کرتے ہیں اور اسکا رد و جذا فیہ رکے دیتے ہیں اور
 مترجم کا مکرور اور پیش امام صاحب کی سمجھ کا فتور ظاہر کر کے ہدیہ
 ناظرین کرتے ہیں قولہ تنبیہ آجکل یہ دستور الخ اقول
 نالہ بلبل شیدا تو سناہن ہنس کرڈا اب جگر تھام کے بیٹھو
 مری باری آئی آپ کہتے ہیں کہ دستور ہو رہا ہے کیا خوب
 دستور چہ معنی دار و امی صاحب جلسہ مذکورہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا پڑھا
 طریق مسنون ہے کیونکہ یہ امر احادیث قویہ سے ثابت ہی جیسا کہ
 صحیحہ قمریہ بالانصاف صاف دلالت کرتے ہیں پھر دستور کسر
 جانور کا نام ہے ذرا ہوش کی دوا کیجئے کہیں خلل و داغ بڑھ نہ جائے
 اور یہ جواب فرماتے ہیں کہ اسکی تحقیق مناسب معلوم ہوتی ہے تو
 ہم بھی دیکھتے ہیں کہ آپ صرف شیخی بگھارتے ہیں یا کوئی بیورت
 تحقیق خیر تحریر میں لاتے ہیں۔ بقول شخصہ ہاتھ کنگن کواری
 کہا ہے معلوم ہوا جاتا ہے کہ آپ کی تحقیق کس درجہ کی ہے

یہ کبھی صاحب کی بے سمجھی کو تو ناظرین رسالہ ہذا ملاحظہ فرمائیں کہ مترجم نے اور امین شائیں بامین ایک کر ایک منقول تحریر فائدہ میں راج کر دی ہے نہ اسکو ماتن کی عبارت سے لگاؤ نہ فی نفسہ دلیل میں قوت اسے ہمارے مخاطب پیش امام صاحب بیچاے سادہ لوح کا لوجھ من السماء مبرا از خلل و خطا سمجھ بیٹھے ہیں سچ ہے کہ یہ بیچاے وسیلہ ہیں انہوں کو اگر علم سے علائقہ ہو تو عبارت کا کچھ مطلب سمجھیں گے اور قوی و ضعیف کہیں تمیز کریں گے پس اس تحریر پر تئویر کو ہم قولہ قولہ کر کے درج کرتے ہیں اور اسکا رد و جذا فیہ رکے دیتے ہیں اور مترجم کا مکرور اور پیش امام صاحب کی سمجھ کا فتور ظاہر کر کے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں قولہ تنبیہ آجکل یہ دستور الخ اقول نالہ بلبل شیدا تو سناہن ہنس کرڈا اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی آپ کہتے ہیں کہ دستور ہو رہا ہے کیا خوب دستور چہ معنی دار و امی صاحب جلسہ مذکورہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا پڑھا طریق مسنون ہے کیونکہ یہ امر احادیث قویہ سے ثابت ہی جیسا کہ صحیحہ قمریہ بالانصاف صاف دلالت کرتے ہیں پھر دستور کسر جانور کا نام ہے ذرا ہوش کی دوا کیجئے کہیں خلل و داغ بڑھ نہ جائے اور یہ جواب فرماتے ہیں کہ اسکی تحقیق مناسب معلوم ہوتی ہے تو ہم بھی دیکھتے ہیں کہ آپ صرف شیخی بگھارتے ہیں یا کوئی بیورت تحقیق خیر تحریر میں لاتے ہیں۔ بقول شخصہ ہاتھ کنگن کواری کہا ہے معلوم ہوا جاتا ہے کہ آپ کی تحقیق کس درجہ کی ہے

ہی نہیں چلے تحقیق کرنے۔ پس جی نہیں ہے دیجیے آپ کی تحقیق
 معلوم ہوگئی مصرع بس ہو چکی ناز مصلیٰ اٹھائیے۔ ہم تو جلتے
 تھے کہ آپ کچھ تدقیق کریں گے اور کوئی دلیل عمدہ پیش کریں گے
 لیکن آپ سے کچھ نہ ہو سکا اور آپ نے ذرا سی عبارت تحریر
 کر کے گویا اپنی قطعی خود کھول دی ہے بہت شور سنتے تھے پہلو
 میں دل کا ڈھج چیرا تو یک قطرہ خون نہ نکلا۔ ذرا پیہ غفلت گوش
 مہوش سے علاحدہ کیجیے اور سخانی کے مقولہ کا مطلب سنو
 کہ اشار خطبہ میں ہاتھ نہ اٹھائے بہت درست و سجا ہے دونوں
 خطبے پڑھنے کی حالت میں کون بیوقوف ہاتھ اٹھانے کے لئے کہتا
 ہے حالت مذکورہ میں تو کلام ہی نہیں اسے صاحب کلام تو اسمین
 ہے کہ جلسہ میں الخطبتین میں ہاتھ اٹھانے کے دعا بخدا درست ہے یا
 نہیں اشار خطبہ کا تو ذکر ہی نہیں پھر آپ بغیر سوچے سمجھے کیوں
 سخت رپو دکئے دیتے ہیں اور ایسی بے سکی کیوں مانگتے ہیں اور بے پر
 کی کیوں اڑاتے ہیں جو اہل علم تو کیا بلکہ ادنیٰ درجہ کے طلباء ہی ایسی
 کم فہمی پر قہقہہ اور آئین قول اور جامع الخطیب میں الخاقول واہ
 چہ خوش اچھی خباب آپ ترجمہ ہی کہنا جانتے ہیں یا کچھ مطلب بھی
 سمجھتے ہیں یہ جو لفظ زمین آپ کی تحریر میں ہے آپ ذرا تامل
 نہیں کرتے کہ ہندوستان کا ایک طفل کتب ہی کہہ سکا کہ اس کا
 مطلب یہ ہے کہ اشار قرأت خطبہ میں ہاتھ نہ اٹھائے آپ یہ کس طرح
 سمجھ بیٹھے کہ جلسہ میں ہاتھ اٹھانا ممنوع ہے عبارت جامع الخطیب
 سے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اشار خطبہ میں فعل مذکور ممنوع ہے۔

الخلاص اٹھے اور نہ کلام کرتے یعنی رسول مقبول مسلم اپنے
 جلسہ میں بغیر ذکر یا دعا یا قرات سری کے اور اولی قرات ہے
 واسطے روایت ابن جہان کے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 پڑھتے بیچ جلسہ اپنے کے کتاب اللہ اور کہا گیا کہ اولی ہے قرات
 سورۃ اخلاص کی اب اس سے صاف نمایاں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم ذکر یا دعا یا قرات من القرآن تو کرتے تھے اور صوا
 اس کے اور کلام جلسہ میں ان خطبتین میں نہ کرتے تھے۔ **قولہ طحاوی**
 نے کہا **الہو اقول** بیشک کوئی دعا، مانورہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم سے ثابت نہیں یہ کون کہتا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ یہ دعا
 دعا پڑھا کر کسی نوع کی تخصیص نہیں اس جلسہ میں یا ذکر الہی کرو یا استم
 دعا مانگو یا شئی من القرآن پڑھو جس طرح کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم پڑھا کرتے تھے طحاوی نے دعا، مانورہ کی نفی کی ہے تو ہم
 کتب اسکا انکار کرتے ہیں **قولہ** اور شمس اللامہ سرخسی نے **الہو اقول**
مصرع دعا ہے بدلیل قبول خود نہیں۔ اجماع جناب شمس لامہ
 سرخسی کا یہ قول کہ دعا کرنا اس جلسہ میں بدعت ہے قول بلا دلیل ہے
 بلا دلیل قول کو کون تسلیم کر سکتا ہے مزید برآں یہ مقولہ سرخسی احادیث
 نبویہ کے مخالف ہے پھر کیا اسکو تسلیم کر کے احادیث قویہ و اقوال فقہاء
 کا خلاف کریں یہ امر خدا تعالیٰ آپ ہی کو نصیب کرے اور آپ کی
 پیروی کرنی والوں کو **قولہ** اور سفاتی نے لکھا **الہو اقول** آپ کے
 نہم و فرست پر قربان واہ سبحان اللہ کہا ذکر کاوت ہے اسی موخہ
 پر تحقیق کا دعویٰ لاجل و لا قوۃ الا باللہ کسی کی عبارت سمجھ کی

ی سے کہا کہ اس
 میں نہ کوئی دعا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 بت نہیں ہوئی
قولہ
 اللہ سرخسی نے
 بن فرمایا کہ خطیب
 بیان دو خطبوں کے
 پہلے جلسہ اٹھا کر
 ہے کہ کامل عصا اس
 جائیں۔ اور اس
 میں دعا کرنا بدعت
قولہ
 سفاتی نے
 ہے کہ ہاتھ اٹھانا
 پہلے دو خطبوں
 درمیان میں ہے
 ہے ۱۶

قولہ

اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ جمیعین ساعۃ دعا قبول ہونے کو امام منبر پر بیٹھنے کے وقت سے ہے نماز پورا ہونے تک آ ملا علی قاری نے اسے اس حدیث کی شرح میں کہا کہ یہی وہی کہ غیر امام کو اس میں حرام ہے دعا مراد وہ دعا ہے مسلمانوں کیلئے پڑھنے والی خطبہ اور نماز اندر پڑھنے سے یہ ثابت ہو سکتا ہے امام ہونے والی جگہ اندر ہوتا ہے حکم مانگن ۱۲۔

اور ملا علی قاری نے شرح طبری سے نقل کیا ہے کہ اولیٰ ہے پڑھنا قرآن کا واسطے روایت ابن جبان کے ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھتے بیچ بیٹھنے اپنے کے کتاب اللہ اور کہا بعضوں نے کہ اولیٰ پڑھنا سورہ اخلاص کا ہے انتہی۔ پس حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو شاید یہ روایت نہ پہونچی ہوگی واللہ اعلم یہاں تک عبارت کتاب مظاہر الحق کی نقل کی گئی اب ہمارے مخاطب میریحیٰ صاحب اور ارباب انصاف خود ملاحظہ فرمالین گے زیادہ تفصیل کی کچھ ضرورت نہیں قولہ اور یہ جو حدیث میں آیا ہے الخ اقول ہلایہ آپ نے دہو کہ وہی اور فریب بازی کا مضمون کب سے اختیار کر لیا ہے کچھ آپ کو آخرت کا بھی اندیشہ ہے یا نہیں دیکھیے شرح حصن حصین میں ملا علی قاری علیہ الرحمۃ رب الباری کی یہ عبارت ہے فلما لا بد باللعاء دعاء الامام في الخطبة والصلوة لشمول دعائه الامامة ودعائه المامونين بلسان الحال في مقام الطاعة وفي غير حال القراءة انتھی پس مراد دعا سے امام کی دعا ہے بیچ نماز کے واسطے شامل ہونے اسکی دعا کے امت کو یا دعا مقتدیوں کی ہے بلسان حال بیچ مقام طاعت کے یا غیر حالت قراۃ میں یعنی جب امام خطبہ پڑھتا ہے تو بوجہ طاعت چکا ہو کر سنتا ہے اور بلسان حال دل میں دعا مانگے اور غیر قراۃ کی حالت میں بھی مقتدی دعا مانگے اب متبادر اور سیاق کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقتدی عدم قراۃ زبان سے دعا مانگن کیونکہ وقت جلسہ کے قراۃ

یہ عبارت کا مطلب ہوا جس میں آپ کو دیو کا ہوا تحاربا یہ امر کہ آیا یہ
عبارت جامع الخطیب کی مدلل ہے یا نہیں پس میں کہتا ہوں کہ مخالف ہے
اوس حدیث شریف کی جو بخاری شریف میں بروایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مروی ہے بینما النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یخطب یوم الحجۃ
اذا قام رجل فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہلک الکراع
وہلک الشاء فادع اللہ تعالیٰ ان یسقینا فمد یدہ ودعاء -
یہاں سے ہویدا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنا خطبہ میں ہاتھ
اٹھا کے دعا مانگی۔ قول اور شیخ عبدالحق نے لفظ **اقول** حدیث مسطورہ
کے ذیل میں علامہ علی قاریؒ وغیرہ نے لکھا ہے کہ جلسہ میں خطبتین میں آپ
کلام نکرتے اس کے یہ معنی ہیں کہ ذکر الہی اور دعا یا قرأت شئی من القرآن
کے سوا ہی اور کچھ کلام نکرتے یعنی ذکر یا قرأت من القرآن یا دعا تو مانگتے مگر
سوا اسکے اور کوئی بات نکرتے چنانچہ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقاة
شرح مشکوٰۃ میں علامہ طیبی حنفیؒ سے نقل کرتے ہیں ولایت کمالی حال جلوسہ
بغیر الذکر والدعاء والقرأت سراً والاولی القراءۃ لروایۃ ابن حبان
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی جلوسہ کتاب اللہ تعالیٰ
وقیل والاولی قراءۃ الاخلاص انتھی پس مولانا شیخ عبدالحق دہلویؒ کا نقل
ہو کہ مخالفے وایت ابن حبان کے ہے مقبول نہوگا اور ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح
منظاہر الحق میں مولانا قطب الدین خان دہلویؒ ارقام فرماتے ہیں حدیث
مذکورہ کی ذیل میں یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ دونوں خطبوں کے درمیان
کے بائیں میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلام نکرتے تھے اس کلام نکرنے
کی شرح حضرت شیخؒ نے تو یہی لکھی ہے کہ جو فائدہ میں مذکور ہے وہی اور

خطبہ تو ہے نہیں تاکہ مقدمہ ہو نہ ضروری ہو تا پس بقراءۃ دعا مانگنے
 میں کسی نوع کا اندیشہ نہیں ہے علامہ علی قاریؒ نے جو یہ عبارت تحریر
 فرمائی اس سے ساعت الاجابت کا احاطہ ہو گیا تشریح و تفصیل اسکی یہ
 ہے کہ خطبہ میں امام کے بیٹنے سے نماز کے پورے ہونے تک بختیہ الاستیفا
 ساعت الاجابت ہے اسوقت محدود کے جمیع اجزاء دعا کے مقبول ہونیکے
 صلاحیت رکھتے ہیں لہذا علامہ ملا علی قاریؒ نے جمیع اجزاء محدودہ کو
 استیعاب کر لیا تاکہ دعا کل اجزاء محدودہ میں متحقق ہو جائے نماز میں جو دعا
 عامۃ المؤمنین کے لئے ہوتی ہے وہ بھی ساعت الاجابت میں داخل ہے اور
 مقتدین امام کے خطبہ پڑھنے کی حالت میں بسان حال دعا مانگتے رہیں
 کیونکہ یہ وقت بھی ساعت الاجابت کا جز ہے مگر چونکہ اسوقت امام خطبہ پڑھتا
 ہے اور مقتدیوں کو خاموش ہو کر خطبہ سننا ضروری ہے اور وہ وقت
 ساعت الاجابت کا جز بھی ہے لہذا ملا علی قاریؒ نے فرمایا کہ اسوقت بسان
 حال دل ہی دل میں دعا مانگیں غرض ایسے وقت کو کہ جس میں دعا قبول
 ہوتی ہے ہاتھ سے جانے نہ دیں اور جب امام میں انخطبتین جلسہ کرے تو
 بسان مقال دعا مانگیں کیونکہ اب زبان سے دعا مانگنے کے لئے کوئی مزا
 تو رہی نہیں پہر ایسے وقت میں کہ امام نے قراءۃ خطبہ سے فارغ ہو کر جلسہ
 کیا اور وہ وقت بھی ساعت الاجابت کا جز ہے پہر پہلا جلسہ مذکورہ میں بسان
 مقال دعا کس لئے نہ مانگیں پس ملا علی قاریؒ نے تو بطور وضاحت کے
 تحریر فرمادیا کہ اثنا خطبہ و جلسہ بین الخطبتین و نماز میں دعا مانگنی چاہیے
 اور افسوس ہے آپ کے مکرزور و فہم یہ فتور پر کہ ایسی کہلم کہلی عبارت
 پرغاک ڈالتے ہیں اور کچھ کا کچھ لکھ کر عوام کا لالچام کو دام ترور میں

ہی نہیں کرتے پہر آپ اثنا خطبہ والی روایت پیش کر کے یہ نتیجہ ہمہ کیوں
 نکالتے ہیں کہ یہ بدعت خلفاء مروانیہ کی ہے ہکو تو جلسہ مذکورہ سے بحث
 ہے اور اس میں ہاتھ اٹھا کر باحادیث قویہ دعا مانگنا ثابت ہے کما مر
 اس ہماری تقریر سے ہر ذی فہم سمجھ لے گا کہ عمارہ بن رویہ کی روایت صرف
 قرات خطبہ کی حالت میں ہاتھ اٹھانے کی حماقت پر دل ہے اسکو جلسہ
 مابین الخطبتین سے کچھ علاقہ نہیں چنانچہ ملا علی قاری کی عبارت مذکورہ بالا
 شاہد ہے علاوہ ازیں ہم بھی کہتے ہیں کہ روایت عمارہ بن رویہ کے معارض
 وہ صحیح حدیث ہے جو بخاری شریف میں روایت انس مروی ہے ینما اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ینخطب یوم الجمعة اذا قام رجل فقال یا رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہلاک الکرار و ہلاک الشاع فادع اللہ ان یسقینا
 خمد ید یہ ودعاء اس بخاری شریف کی حدیث سے ظاہر ہے کہ آخرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت قرات خطبہ ہاتھ اٹھا کر دعائے مانگے تھے پس بفضل اللہ
 تعالیٰ ہم نے جلسہ بین الخطبتین میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا باحادیث قویہ روایا
 کتب فقہ معتبرہ ثابت کر دیا جسکی وجہ سے فعل مذکور کامسئول ہونا ظاہر علی
 وجہ الباہر ہو گیا اور مترجم در المختار کا رد و مکرو زور و مغالطہ ہر یہ ناظرین کیا
 اب حق تعالیٰ جل شانہ کے بطیفیل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و برکت غوث
 پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ دعا ہے کہ ہر مسلمان کو سنت پر عمل کرنے
 کی توفیق دیوے و بدعت و شرک و عقاید و باہیہ شیطانہ سے بچائے اور

وقت موت کے کلمہ شریف

نصیب کرے

امین یا رب العالمین

تھے اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ اثنا و قراءۃ خطبہ میں بشر بن
 مروان نے ہاتھ اوٹھایا جیسا کہ اکثر جہاں خطیبوں اور واعظوں کی عادت
 ہوتی ہے (پس عمارہ بن رویثہ نے بدو عادی اور کہا کہ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خطبہ میں صرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے
 دیکھا ہے اور تو اپنے ہاتھ کو کیوں اس قدر بلند کرتا ہے چنانچہ علامہ حضرت
 مولانا ملا علی قاریؒ نے تحریر کیا ہے **و انفعایذہ عند الکلم کما هو**
را ب جملۃ الی عاظ و الخطباء انتھی یعنی وہ بشر بن مروان خطبہ میں
دونوں ہاتھ بلند کئے ہوئے تھا وقت کلام جیسا کہ یہ عادت اکثر جہاں واعظوں
 اور خطیبوں کی ہوتی ہے دیکھیے ملا علی قاریؒ کی عبارت سے صاف واضح ہو گیا
 کہ بشر بن مروان عین خطبہ کی حالت میں خطبہ پڑھتے وقت ہاتھ بلند کرتا تھا۔
 جس طرح کہ جہاں واعظوں اور خطیبوں کی عادت ہوتی ہے اس لئے عمارہ
 نے بدو عادی پس یہ روایت ہمارے مدعا کے مخالف نہ ہوئی کیونکہ ہمارا
 کلام تو جلسہ مابین الخطبتین میں ہے کہ جب امام دونوں خطیبوں کے بیچ
 میں جلسہ کرتا ہے اس وقت دعا بہ میت مذکورہ مانگی چاہیے اور روایت
 عمارہ کی خطبہ پڑھنے کی حالت میں ہاتھ نہ اٹھانے پر دلالت کرتی ہے اور
 دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے ناظرین مترجم کی حاکت پر فضالت
 تو دیکھیں کہ کلام تو اس میں ہے کہ دونوں خطیبوں کے بیچ کے جلسہ میں دعا
 مانگی چاہیے یا نہیں اور آپ وہ روایت عمارہ بن رویثہ کی لئے دوئے
 جو خطبہ پڑھنے کی حالت میں **رفع الیدین** کو منع کرتی ہے سبحان اللہ سوا
 از آسمان جواب از لیسان۔ اجمی حضرت ہمیں اثنائے قرات خطبہ کی حالت
 میں **رفع الیدین** سے سرکار ہی کہا ہے ہم اثنائے خطبہ کی حالت سے بحث

رب العالمین والصلوة والسلام علی رسولہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحابہ
واتباعہ اجمعین

التماس در خدمت ناظرین

جاننا چاہیے کہ اس جائے ہم دو فتوے درج کرتے ہیں اول فتوے
علما، بمبئی کا جو جامع الفتاویٰ مولفہ مولانا مفتی سید عبدالفتاح الحسینی
القادری عرف سید اشرف علی گلشن آبادی جلد دوم باب چہارم فصل
بیت و مفتاح سے نقل کیا گیا ہے جو کتاب نور الشمعة الابرار الفضائل عن حکم
الدعاء والنداء بالصلوة سنتہ قبل الحجۃ عمدۃ العلماء مولوی عبید اللہ صاحب
مدرس مدرسہ محمدیہ متعلقہ مسجد جامع بمبئی مطبوعہ ۱۲۹۶ھ مطبع حیدری نشانی
۹۸ میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے عدم جواز دعا عند طلوع الخلیب میں خطبتین
اور نماز معتا والصلوة سنتہ قبل الحجۃ وغیرہما کے باب میں مسئلہ مرقوم کیا ہے
خواہ مخواہ حدیث ما راہ المسلمین حسن فہو عند اللہ حسن کی
مخالفت کرتا ہے مولفہ نور الشمعة نے جواب دندان شکن اس کے حرف
بحرف کار دیہ لکھا ہے اور دلائل معقول و منقول سے ثابت کر کے ماحصل
مسائل کا آخر میں بطریق سوال و جواب کے مرقوم فرمایا ہے تیسرا سوال و جواب
لکھا جاتا ہے۔

فتوہ اول علما بمبئی

سوال

وقت بیٹنے خلیفہ کے در بیان دو خطبوں کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے
یا نہیں

جواب۔

اب ہم ناظرین سالہ ہذا کی خدمت میں گزارش کرتے ہیں کہ ہمارے
 مخاطب میرے صاحب پیش امام جامع اوٹکنڈ ٹری ایک و ہوم و ہام
 سے کہتے پرتے ہیں کہ دعا مانگنا دونوں ہاتھ اٹھا کر جلسہ بائیں الجھتین
 میں غیر مشروع ہے اور سخت حرام ہے و بدعت سیئہ و فعل خلفاء و طایفہ
 کلبہ پس منہ اس سالہ میں کس وضاحت کے ساتھ جلسہ بائیں الجھتین میں
 دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ثابت کر دیا پس اب پیش امام صاحب کو لازم
 ہے کہ اس امر کو تسلیم کر لیں اور جلسہ بائیں الجھتین میں دونوں ہاتھ اٹھا کر
 دعا مانگا کرین اور دعا کو مسنون بھیجیں ورنہ تقریری یا تحریری ہمارے
 سے گفتگو کرین یا گفتگو کے لئے مولوی قلی الزمان خان صاحب کو
 تجویز کرین اور بحث میں بعینہ کتاب کی عربی یا فارسی عبارت پیش کرنا ہوگا
 اور زبان کو فحش و بیہودہ گوئی سے روکنا ہوگا اور گفتگو کے وقت منصفی کے
 جامع العقول و منقول حاوی فروع و اصول حضرت مولانا مولوی حاجی سید
 غلام رسول صاحب مظلہ یا مولانا مولوی جناب زاہد حسین صاحب
 کو مدراس سے بلا یا جائے تا وہ بزرگان دین حق و باطل کو جدا کر دین اور
 منصفوں کا خرج اخراجات نصف اس بندہ پر مقرر کیجیے اور اگر آپ
 دونوں صاحبوں میں بحث کرنے کی تاب نہ ہو تو ہمارے اس سالہ کا جواب
 لکھو اور اگر جواب ہی نہ لکھ سکو تو اس امر کو تسلیم کر لو اور اپنی کئی پریشان ہوا و جلسہ بائیں الجھتین میں
 دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگا کر دو اور جلسہ بائیں الجھتین میں دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کو مسنون
 اور اسیر ہی ضد اور اپنی ہٹ دہری نہ چھوڑو گا اور جلسہ بائیں الجھتین میں دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگا کر
 کو مسنون سمجھو اور تسلیم نہ کرو تو انہی حالت کشف الخان ہویدا و آشرا ہو جاو گی واللہ بھلا
 من یشاء الی صراط مستقیم والخرع علینا ان الحمد للہ

بن محمود
عبد القادر

شرح دستخط الرد مقبول والردود مردود
کتبہ عبد القادر بن محمد با عظمیٰ عنہ

فتاویٰ دویم

شرعیۃ پناہ مولانا مولوی قاضی عبید اللہ صاحب ادام اللہ تعالیٰ فیوضاتہ
علیٰ رؤس العالمین مفتی قاضی اہل سنت و جماعت

سوال

کہا فرماتے ہیں علمائے دین متین و مفتیان شرع مبین زادھما اللہ لکما
شرفا و تقویٰ اس صورت میں کہ دو خطبوں کے مابین جو خطیب بیٹھتا ہو
اس وقت خطیب اور سامعین آہستہ دعا مانگنا اور دعا کے وقت دونوں
ہاتھ اٹھانا خفی اور شافعی مذہب میں سنت ہو یا نہیں بدینا تو جبر و

الجواب

حامداً للہ و مصلیاً و مسلماً علیہ و آلہ

وہ وقت محل اجابت دعا ہے سے محققین فقہائے شافعیہ و حنفیہ
اٹھائے آہستہ دعا مانگنا کر کے لکھے ہیں اور فقہاء شافعیہ کہتے ہیں کہ خطیب
اس وقت سورہ اخلاص پڑھنا افضل ہے علامہ ابن حجر مہتمی شافعی نے
فتوے میں لکھے ہیں سئل عما اذا جلس الخطیب بدین الخطبتین
هل یستحب له فی جلوسہ دعاء او قرأۃ او لا وهل یسیر للجانسین

جائز ہے اور وجہ جواز کو اس سال میں ہم تفصیل بیان کر چکے ہیں بیان
فقط نقل سند مستند ملائم محمد پر اکتفا کرتے ہیں کہا انہوں نے بیچ مفتاح
الصلوة کے باید است چون در وقت سکوت امام ایضے قبل از شروع
تبیح و ذکر و قرات بروایت صحیحہ جائز شد در میان دو خطبہ کہ امام نشیند
و عا بطریق اولی جائز خواهد بود علی الخصوص در احادیث صحیحہ آمدہ کہ ساعت
الاجابت ما بین ان یجلس الامام فی الخطبۃ الی ان یقضی الصلوۃ
کما صح فی صحیح مسلم و جزم بہ الامام النوی فی شرح المسلم و قال
هو الصواب ایس باید کہ در وقت جلوس رک در ظاہر الروایۃ مقدار سہ آیت
و اربعت کما فی التجنیس و غیرہ ربنا التنا فی الدینا حسنۃ و
فی الآخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار برعایت معنی بخواند کہ محل
ظاہر الروایات و احادیث صحیحہ واقع گردد و اگر دست برداشتہ بخواند وقت
طریقہ دعا کہ در احادیث است واقع گردد و عمل بر حکمان نیز راست انتہی و اللہ
اعلم بالحق و الیہ المرجع و المآب شرح دستخط نعم اللہ و بیس اللہ و د
فشکر اللہ مساعی مولانا الدایم الجزاء و الشہد

کتبہ احقر عبد اللہ عبد الحمید بن ابراہیم باع کتبخانہ اللہ
عن کل شرو حفظہ خلیفہ مسجد جامع بمبئی
شرح دستخط اکلام فی صحیحہ الرد و بطلان
الرد و کیف و قد نطقت بہ الدلائل و
شہدۃ الشہاشی حریرۃ عبد الفتقر الی مولانا عبید اللہ عفی اللہ
عنه و بیاتہ رحمہ اللہ و عا لا یرضاکہ



عبد الحمید بن ابراہیم
کتابت فی ۱۰ جمادی الثانی ۱۲۸۰ھ
بمبئی

وہ قول معتبر نہیں کماحقہ العلم والعلامہ والحجۃ الفہامہ مولانا محمد
 سعد رحمۃ اللہ فی رسالۃ فی الذکر عین فی رفع الید بین الخطبتین
 واللہ اعلم مرقوم ۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۲ھ
 کتبہ العبد بن صیفۃ اللہ کان اللہما



الجواب صحیح
 محمود کان اللہ

مسئلہ ملحقہ اشباع بنائے البشہارتین فی التخیات روایا کتب معتبر

مسئلہ

جاننا چاہیے کہ شہدین عند شہادتین رفع سبابہ سنت ہوا و تمام جہان
 میں باتفاق ائمہ اربعہ کے چاروں مذاہب کے مقلد رفع سبابہ کرتے
 ہیں چنانچہ سید محمد بزنجی مدنی شافعی رسالہ بانصارم الباشم میں تحریر فرماتے
 ہیں ان السواد الاعظم علی استحباب الاشارة وما ذلک الا لان
 اہل الحرمین واليمن والحبش والشام ومصر والقدس والبصرۃ وجلب
 وکردستان ومسلمو بلاد العجم وداغستان وجزائر جاوا و

چنانکه ان یشتغلوا بقراءة اودعاء و صلوات علی النبی صلی الله علیہ وسلم
 برفع الصلوات و لا فاجابند کفر فی العباب انه یسن له قراة قل هو
 الله احد و قلت فی فرجه لم ان تعرض لندبها بخصوصها و یوجه
 بان السنة قراة شئی من القرآن فیہ کما یدل علیہ روایت ابن
 حبان کان صلی الله علیہ وسلم یقرأ فی جلوسه من کتاب الله تعالی
 فاذا ثبت بان السنة ذلک فهو ولی من غیرها کمزید فی اہما و
 فضائلها و خصوصیتها قال القاضی والدعاء فی هذه الجلسة مستجاب
 وعلیہ فلما خیر ان یشتغلوا بالدعاء لما تقرر انه مستجاب چنانکه
 و اذا اشتغلوا بالدعاء فالاولی ان یکون سرالما فی الجهر من
 التشویش علی بعضهم و لان الاسرار هو الافضل فی الدعاء لعارض
 انقی و اور علامہ شیخ فتم محمد محدث جواہر فقہاء خفیه سے ہے کتاب مفتاح
 الصلوة میں لکھا ہے چون در وقت سکوت امام یعنی قبل از شروع تسبیح و
 ذکر و قراة بروایت صحیحہ جائزست در میان دو خطبہ کہ امام نشیند دعا بطریق
 اولی جائز خواهد بود علی الخصوص در احادیث صحیحہ آمدہ کہ ساعت الاجابت یابین
 ان یجلس الامام فی الخطبۃ الی ان یقضي الصلوة کما صرح فی صحیحہ مسلم
 و جزم بہ الامام النوی فی شرح المسلم و قال هو الصواب پس باید دانست کہ در
 وقت جلوس و زطابر الروایت مقدار سہایت و ادرست کما فی المجتبی غیری
 رسا التا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب النار بر مایت
 معنی بخواند کہ من بطریق الروایت و احادیث صحیحہ واقع گرد و اگر دست بر شتم
 بخواند و انفتحت طریقہ دعا کہ در احادیث است واقع گرد و عمل بندگان است
 انشاء انما فی الادوات و غیر در مختارین مذکور وقت دعا کر نیسے جو منع کیا ہے

علی کرم ذر سید و کتبنا
 نسخہ از کتب اسرار و غیرہ
 در ضمن بیت از کتب اسرار
 در کتاب و در کتب اسرار

میں منقول ہے و لا یشیر بسبابة عند الشهادة و علیہ الفتویٰ کما
 فی الولایحیة و التجنیس و عمدة المفتی و عامۃ الفتاویٰ لکن المعتمد
 صحیحہ الشرح و لاسیما المتأخرون کالکمال و الحلوی و البهنسی الباقانی
 و شیخ الاسلام لحد و غیرہم انہ یشیر لفعلہ علیہ الصلوٰۃ و السلام
 و انیسویہ الحمد و الامام بل فی متن در البحار و شرحہ غیر الا انہما المفتی
 عندنا انہ یشیر باسما اصحابہ کلہا و فی شریبہ لایۃ عن البرہکان
 الصحیحہ انہ یشیر بمسبحۃ و حدھا رفعھا عند النفی و یضعھا عند
 الاثبات و احترازاً بالصیحہ عما قبل لا یشیر انہ خلاف الدرایۃ و
 الروایۃ و بقولنا بالمسبحۃ عما قبل یعقد عند الاشارة انہی
 کرے اشارہ اپنی انگشت شہادت سے وقت کہنے اشہدان لا الہ الا اللہ
 اور فتوے اسی پر ہے چنانچہ ولو بالجمہ تجنیس و عمدة المفتی و اکثر فتاویٰ میں ہے
 مگر معتمد قول وہ ہے کہ جسکی تصحیح شارحین نے کی ہے خصوصاً متأخرین مثل کمال
 و حلوی و بہنسی و باقانی و شیخ الاسلام حداد و سوانحیہ اور وہ نے کہ اشارہ کر
 بسبب کرنے اشارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نسبت کیا اس قول کو
 ان لوگوں نے امام محمدؒ اور امام اعظمؒ کے طرف بلکہ در بحار کے متن اور شرح
 اسکی غرالاذکار میں ہے کہ ہم حنفیوں کے نزدیک مفتی بہ یہ ہے کہ اشارہ کرے
 اپنی انگشت شہادت سے سب انگلیوں کو کہلار کہلار اور شریبہ لایۃ میں برائے
 منقول ہے کہ صحیح یہ ہے کہ اشارہ کرے تنہا انگشت شہادت سے یعنی کرے
 اشارہ دونوں سبابہ سے اور اشارہ کرنے میں انکلی شہادت کو نفی یعنی حرف
 لا کہنے کے وقت اٹھاوے اور اثبات یعنی الا اللہ کہنے کے وقت رکھے
 اور اس قول میں ہنہ جو صحیح کی قید لگائی تو ہنہ احتراز کیا اس قول غیر صحیح

ملیبار و من السواحل من الهند الكوکان النظام شاهي والعاهل شاهي
 و نيرباد كلهم شاهيون و اهل العرب الى انتهاء المعمورة والشون و عوالي
 مصر و صعيد و بلاد الاحسا و البادية التي بين الحجاز و البصرة و الاحسا و
 كثير من القبائل ما يكون و اهل النجد و قري كثير من القدس و الشام
 حنبلي و كل هؤلاء يشيرون بالمسجدة و بلاد الروم و الهند حنفيون
 و كثير منهم يشيرون انتهى حاصل اس عبارت كايه هو كل اهل حرمين الشريفين و من
 حرمين و شام و مصر و قدس و بصره و حلب و كردستان و عجم و دغستان و جاوا
 و مليبار و نجد و روم و هند و غيرهم تمام ملكون من مقلد مذاهب اربعة رفع سبابه
 كيا کرتے ہيں كولى منع ہيں كرتا اور احرام ہيں كہتا اگرچہ بعض نے عدم رفع پر
 و عليه الفتوى كجا جيسا كہ ولو بالجمية و تجنيس و عمدة المفتي و خلاصہ كيدانى من
 منقول ہے پر یہ قول انكنا خلاف ہے درايہ و روايت كے اور ہيں ہے انكايہ قول
 مقبول بلکہ مردود ہے علامہ على قارى نے اس باب ميں ايک رسالہ تصنيف
 اور رفع انگشت شهادت تحيات ميں عند الشہادتين سنت ثابتہ كيا اور سند
 كتاب و سنت سے گردانا اور احاديث صحيحہ اور مذہب ائمہ ثلاثہ اور ہمارے
 اصحاب كايہي ہے كے فرمايا اور شيخ عبدالحق دہلوى نے شرح سفر السعادت
 مدارج النبوة و شرح مشکوٰۃ عربى و فارسى ميں سنيت رفع كو ترجيح دى ہے اور
 شيخ على متقى نے سنيت رفع كو ترجيح ديا اور اس باب ميں ايک رسالہ تصنيف
 كيا اور صاحب فتح القدير كمال الدين ابن الہمام كہ محققين خفيه سے ہيں گوياروج
 و جان اس مذہب كى ميں كہ جبنا نظير بعد كولى نہ گزاشتہ صحيح مسلم ميں عدم رفع
 كو خلاف درايہ و روايت كے تحرير فرمايا پس واضح ہو كہ اكثر محققين نے رفع
 سبابہ كو ترجيح دے اور عدم رفع كو خلاف عقل و نہ منقل كے فرمايا چنانچہ المختار

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كان يشير باصبعه ثم قال فنفعل ما
 فعل النبي صلى الله عليه وسلم ونضع ما صنع هو قول البيهقي في
 قولنا انتهى اور مولانا عبد العلي بحر العلوم رحمه الله عليه كان اربعة من تلاميذه
 من ثم اذ فرغ من سجدة الركعتين رفع راسه ثم يد يده ويجلس مفترشا
 رجلاه اليسرى واضعاً اليمنى عليه ويضرب جلله اليمنى موجهاً اصابعه
 نحو القبلة ويضع يده اليمنى على فخذه اليمنى ويده اليسرى على فخذه اليسرى
 ويتشهد بتشهد ابن مسعود واذا بلغ الشهادة قبض الخنصر والبصر
 حلق الوسطى والابهام ويشير بالسبابة فيرفعها عند قول الشهادتين
 لا اله الا الله ويضعها عند قول الا الله انتهى اور اسى كتاب من مولانا بحر العلوم
 صاحب منقول فرماتے ہیں واما رفع السبابة على الوجه المذكور فنقول
 عن ائمتنا فان الامام محمد بن علي او لافي المطاوعة مالک ان ابن
 عمر اقرش رجلاه اليسرى وجلس عليها وضرب جلله اليمنى وقبض الخنصر
 والبصر وحلق بين الوسطى والابهام وأشار بالسبابة قال هكذا
 يصنع رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال الامام محمد بن علي يصنع رسول الله
 صلى الله عليه وسلم فاخذ وهو قول البيهقي وعامة اصحابه ونقل الشيخ
 ابن الهمام عن ابي يوسف في الامالي مثله فقد ثبت بهذا ان الاشارة
 ثابتة عن ائمتنا وبخالف فيه من اصحاب الامام البيهقي في احد المتأخرين
 من مشايخ ما وراء النهر طرأ لما رواه في عتق البسط وبسط اصابعه وان
 البسط ينافي القبض والتخليق فزعم البعض منهم ان في المسئلة رأيين
 في رواية الاشارة مع القبض والتخليق وفي رواية البسط وزعموا ان من
 البسط مكره فقالوا في رواية يكره الاشارة وفي رواية لا يكره بل

سے کہ کرے اشارہ شہادتین کے وقت انگلی سے اس قول کے صحیح ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اشارہ کرنے کا قول عقل و نقل کے خلاف ہو اور جتنے تہا نگشت شہادت اسلئے کہا کہ اس قول سے احتراز ہو کہ اشارہ کے وقت ترین کا عقد کرے پس جاننا چاہیے کہ علامہ شامی نے کہا کہ در البجاء اور اسکی شرح غرالاؤ کا ذکر یہ نہیں پایا جاتا کہ اشارہ کرنے میں تمام انگلیاں کہلی ہوں بلکہ غرالاؤ کا زمین اسطرح ہے کہ مفتی بہ اشارہ کرنا ہے انگشت شہادۃ سے ترین کے عقد کی صورت جسطرح کہ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ سبب یہ کہ وقت کہنے لا الہ الا اللہ اٹھاوے اور لا الہ الا اللہ کے رکھدے اور حضرت امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کا یہی قول ہے اور اس کیفیت پر بہت سے احادیث و آثار وال میں پس حاصل اسکا یہ ہے کہ باسطا اصابعہ شارج کا شرح سے نقل کرنا غلط ہے خلاصہ یہ کہ مذہب حنفی میں اس مقام پر دو ہی دو قول میں اولایہ کہ تمام تحتات یعنی اٹھلان لا الہ الا اللہ کے پہونچنے تک اپنی انگلیاں کہلی رکھے اور جبکہ اس کلمہ کو کہے تو ترین کا عقد کرے اشارہ کرے یعنی صرف لا پر انگلی شہادت کی اٹھاوے اور لا الہ پر رکھدے یہ دوسرا قول تمام متاخرین کے نزدیک معتد ہے باین وجہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث صحیحہ میں ثابت ہوا ہے اور ایسا ہی منقول ہے ہمارے تینوں اماموں سے اور کلام شارج کا جمہور تاحین متقدمین و متاخرین کے مخالف ہے اور ہکو اس پر عمل کرنا لازم ہے کہ جمہور علماء ہوں یعنی ترین کا عقد کرے اشارہ کرنا نہ انگلیوں کو کہنا رکھے اور عینی میں تحفہ سے مر قوم ہے الاصلہ انھا مستحبۃ فی السیاط سندۃ النقی یعنی صحیح ترین قول ہے کہ اشارہ کرنا مستحب ہے اور محیط میں ہے کہ اشارہ سنت ہے اور طحاوی میں مسطور ہے والروایۃ مارواہ محمد فی مشیختہ

اور وقت کہنے والا اللہ کے رکھ دے اسلئے کہ اشارہ کرنے سے نفی اور اثبات
 جو زبان سے نکلتا ہے اس نفی اور اثبات کے موافق ہو جاتا ہے جو انکلی کے اشارہ
 سے کیا جاتا ہے اور یہ امر یعنی مطابقت قولی و فعلی عقلاً عمدہ ہے اور اشارہ
 کو حرام کہنا اور مکروہ تحریمی تانا اور جس نماز کے اندر تحیات میں اشارہ کیا جائے
 اس نماز کو فاسد ٹھہر کر پھر اسکے پیشے کا حکم کرنا اور فعل و افعیٰ جانا اور
 عدم جواز کا فتویٰ دینا اور اشارہ نہ کرنا اس کے خلاف پڑتا ہے اور نقل
 کے مخالف ہوتا ہے اس طرح کہ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں اور
 مشیخہ میں روایت کئے ہیں کہ اشارہ کرنا حق ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 پہر کہا کہ تم کرتے ہیں جو کچھ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور یہی
 قول ہے جناب حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اور کتاب مالی
 میں منقول ہے کہ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ بھی اشارہ کرتے تھے
 پس جب ہمارے تینوں امام رحمہم اللہ تعالیٰ اشارہ کرنے پر متفق ہو گئے
 اور احادیث صحیحہ سے اور اقوال صحابہ سے اس کا ثبوت قرار واقعی ہو گیا
 اب اگر کوئی جاہل اپنے جہل سے اور اپنے نفس کی شامت سے کسی ضعیف
 روایت پر عمل کر کے روایات صحیحہ پر عمل نہ کرے اور تشہد میں انگشت شہادت
 سے اشارہ کرنے کی منع کرے اور خود بھی اشارہ نہ کرے تو وہ قطعاً
 تارک سنت نبوی ہو گا اور مخالف مذہب حنفی کے کہلا یگا پس حکیمہ مخالف
 مذہب حنفی کے ہوا تو وہ کہاں کہاں نہ یا یگا مثال شربے ہمارے ہٹکتا
 پہر یگا پس سب مسلمانوں کو لازم ہے کہ طاعت خداوند تقدس و شہادت
 کی اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ و صحبہ وسلم کی کرین اور اپنے
 امام کی پیروی بدل و جان کرین اور ایک مذہب پر ثابت قدم رہیں

۱۔ مذہب و اختیار صاحب الہدایۃ القول بعدم الکراہۃ و کذا شمل لامۃ
 و بعضہم شدحو و افقوا بالکراہۃ بل بالحرمة لجمہلہم عما فی الموطا و
 الامالی و المحققون من الشافعیہ قالو الیس هناك روا یتان و الاشارة
 ثابتۃ عن ائمتنا قطعاً و الیس فی اللبٹوان یبسط الاصابع فی تمام التشہد
 بل فیہ بسط الاصابع و اذ بلغ عند التلفظ بالشہادۃ یحلق و یشیر ہذا
 هو الحق المختار و یدل علیہ و رایتہ مسلم اللتی ذکرناہا و الاشارة و التحلیق
 سنتان ترکما یجب الاشارة و ہو مذهب ائمتنا بدخلاف ثم الاشارة علی
 الوجه المذكور مذهبنا و قال الامام الشافعی یعقد عقد ثلثۃ بالخنصر و
 المنصر و الوسطی و عقد خمسين بالایهام و یشیر بالسبابة لما عراب بن عمر
 قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قعد فی التشہد وضع یدہ الیسری
 علی ركبۃ الیسری و یدہ الیمنی علی ركبۃ الیمنی و عقد ثلثۃ و خمسين
 و اشار بالسبابة رواہ مسلم ہذا و الظاہر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 تارۃ یفعل کذا و تارۃ یحلق و یشیر فایما فعل فقد اتی بالسنتہ و ایما
 اختار جاز و اللہ اعلم باحکامہ انتہی پس احادیث نبویہ علیہ افضل الصلوۃ
 و التحیۃ سے اور آثار صحابہ سے اور اقوال ائمہ ثلاثہ سے اور کتب فقیہ معتبرہ
 خلاصہ بخوبی متحقق ہوا کہ اشارہ کرنا ترین کا عقد کر کے تحیات میں وقت کہنے
 لا الہ کے اور کہدینا وقت کہنے لا الہ کے فعل جناب آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہے اور یہی قول ہے جناب امام
 اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اور امام ابو یوسفؒ کا و امام محمدؒ کا اور سی رحمہم
 علیہم فقیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا اتفاق ہے کہ تشہد میں انگشت شہادۃ سے ترین
 اشارہ کر کے اشارہ کرے یعنی وقت کہنے حرف لا الہ کے اٹھاوے

المتخلص بن عبد خادم و تلامذہ قدوة المحققین ز قبلہ القیصر
 حامی دین مبین ناصر شرع متین خلاصہ الصالحین نخبۃ السائین
 جامع مقول و منقول حامی فروع اصول مشی مولانا مولوی
 سید پیر حیدر شاہ صاحب قادیان الحنفی مظلہ العظام الا ایام
 لیالی ساکن ملک کچھ خاص ملکہ بیچ المعرب و بہریر والہ نزیر اوٹھن
 حال وارد ہیل کنور

پیر حیدر شاہ نے نادر کتاب	اندون بس کر دیا تیار ہے
فیض کا معدن ہے وہ گنج گہر	یارشالہ بحر پُر ذخار ہے
کرفے اثبات جلسہ میں دعا	جسطرح پر مذہب اختیار ہے
فکر کی مین نے پے تاج جب	تب کہا ہاتھ لے بن تکرار ہے

عبد لکھدے از سریت عتیق	
یہ دعا ثابت بلا انکار ہے	

ایضاً	
-------	--

انفال حقہ نادر تصنیف یہ رسالہ	رویدین باجون کی استادن کیا ہو
-------------------------------	-------------------------------

حاجل کا سر ارا کر لکھدی تو عبد تاسخ	
جلسہ بیچ سنت لاریب شرک دعا ہے	

اور خداوند تبارک و تعالیٰ سب بہائی مسلمانوں کو نیک ہدایت نصیب
کرے اور سب کے دلوں کو بادہ عشق و محبت اپنے حبیب گناہگار
کے حبیب خیرت اشرف الانبیاء سے و انوار آداب سے منور و معمور
رکھے اور دولت و سعادت حسن خاتمہ اور طریق ادب خیر رفیق نصیب

فرماوے اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ و صحبہ وسلم
پر عمل کرنے کی توفیق دیوے آمین ثم آمین
و صلی اللہ علی الخیر خلقہ و نور علی شہ
سید الاولین و الاخرین و خاتم
الانبیاء و المرسلین و افضل
الخلق اجمعین و علی الہ
و اصحابہ اقباعہ اجمعین
بہ آمین رب اغفر
لہم ارحم

و بتجاوز عنہما تعلم انک انت الاعلىٰ کلام۔

تمت

قطعہ تاج
از خاکسار ذرہ بمقدار کمترین شیخ محمد عبد اللہ ابن مر
شیخ محمد عبد العزیز صبا عرف پاچھا میان عفو عنہ ساکن معسکہ

غلط نامہ حصہ اول اثبات اللہ عامہ و شرح جلیبہ المخطبین

صفحہ	غلط	صحیح	غلط	صحیح
۳	۱۲	مانگ ہی لئے تھے	۲۰	جائین گے
۴	۲۱	صاحب کی	۱۶	جائین گے
۵	۲۷	علی ونبیہ الباہر	۱۶	جائین گے
۶	۱۷	دعا کا ہے	۱۶	جائین گے
۸	۷	کستدر	۱۶	جائین گے
۹	۱۵	یہ ہے آہستہ	۱۶	جائین گے
۱۱	۷	یہ آکام تام	۱۶	جائین گے
۱۵	۲۰	جلوسہ	۱۶	جائین گے
۱۷	۱	ہی نہیں	۱۶	جائین گے
۱۸	۷	سلفانی	۱۶	جائین گے
۲۰	۱۶	الاحلاص	۱۶	جائین گے
	۵	ہونے کے	۱۶	جائین گے

غلط نامہ لکھنؤ

۲۲ تصنیف کیا ۲۱ تصنیف کیا ۲۲ تصنیف کیا ۲۱ تصنیف کیا ۲۲ تصنیف کیا

غلط نامہ عبارت غایتاً اور خارجاً کہ حاشیہ پر اس کے قولہ تو ار کے درج کے ہیں

۱۶ سرخسہ بدام سرخسہ نے ۶۷ پر
عبارت جامع المخطبین کی ۱۷ صفر کے حاشیہ پر لکھیں۔
کہ ہاتھ اٹھانے کے لئے دونوں کے بیچ میں حرام ہے۔
۱۸ بدستور عبارت شیعہ عبدالحی ۱۸ صفر پر لکھیں۔

قولہ اور حاشیہ المخطبین
قولہ اور حاشیہ عبدالحی نے شرح مشکوٰۃ میں حاشیہ مذکورہ بالا کی ذیل میں کہا ہے کہ کلام
کرتے ایسے یہ معنی کہ نہ دعا مانگتے نہ دعا کے سوا اور کوئی بات کرتے۔